Al-Mahdi Research Journal (MRJ)
Vol 5 Issue 2 (Oct-Dec 2023)
ISSN (Online): 2789-4150
ISSN (Print): 2789-4142

Rent a Womb: Motives and Usage – An Analysis of Surrogacy within Islamic Law

کرایہ داری رحم، محرکات، اور ارتقاء: شریعت اسلامیہ کی روشنی میں ایک تجزیہ

Muhammad Firdous
M.Phil. Scholar Allama Iqbal Open University Islamabad

Ahmed Abdul Rehman
Lecturer, Department of Islamic Thought, History and Culture, Faculty of Arabic and Islamic Studies, AIOU Islamabad

Prof. Dr. Mohyuddin Hashimi
Chairman Department of Islamic Thought, History and Culture, F/O Arabic and Islamic Studies, AIOU Islamabad

Abstract

The practice of womb rental, a burgeoning contemporary commercial phenomenon, raises significant ethical questions pertaining to human reproduction. In various religious traditions, including Islam where Allah extols breeding as a divine gift and blessing, marriage is advocated as a sacred institution ensuring human comfort and societal well-being. The failure of a married couple to conceive can lead to profound social and moral dilemmas. Modern science offers infertility treatments in diverse forms, including surrogate pregnancies to overcome challenges in conception or pregnancy. This article delves into the ethical dimensions of the emerging commercialization of womb rental, particularly prevalent in India and Western countries. While scientific advancements provide alternatives for couples facing infertility, the practice of outsourcing gestation to another woman

CC BY

for monetary compensation prompts critical inquiries. The central concern revolves around whether this commercial approach preserves the inherent identity and sanctity of human life. By mechanically fertilizing embryos and placing them in the womb of a surrogate, the stages of embryonic development unfold until the child is delivered, and custody is transferred to the intended parents. The surrogate, in turn, receives compensation for her role in the reproductive process. This study critically examines the ethical implications of womb rental, addressing questions related to the preservation of individual identity and the broader societal consequences of commodifying reproduction. The analysis encompasses religious perspectives, societal norms, and the impact on the surrogate mothers involved. As womb rental continues to evolve as a commercial practice, it becomes imperative to assess its ethical ramifications within the broader context of human values and societal well-being.

Keywords: Womb Rental, Surrogacy, Ethical Implications, Human Reproduction, Commercialization

تمہید

Wombon rent رحم مادر کو کرایہ پر دینا معاصر تجارتی مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ ہے، جس کا تعلق انسان کی افزائش نسل سے ہے، نسل کی افزائش کو اللہ تعالی نے انسان کے لیے ایک بہترین تحفہ اور نعمت قرار دیاہے، اور اس کے حصول کے لیے مرد اور عورت کو نکاح کے بندھن میں رہنے کی تلقین کی ہے، جسے ایک طرف تو انسانی سکون کا ذریعہ بنایا گیا دوسری طرف اسے اجتماعی اعتبار سے انسان کے نسبی حفاظت کے لیے معاشرتی فرض قرار دیا گیا ہے۔ شادی کے بعد اگر کسی جوڑے کے ہاں اولاد نہ ہو تو یہ بہت سی معاشرتی اور اخلاقی مسائل کو جنم دیتا ہے۔ جدید سائنس میں جہاں اس بانجھ پن کو قابل علاج بتا کر مختلف شکلوں میں اس کا علاج مہیا کیا گیا ہے، وہیں یہ سہولت بھی مہیا کی کہ بیوی کے اولاد کے لیے ناموزوں ہونے یا حمل و وضع کی مشقت سے بچنے کے لیے یا کسی اور وجہ سے اگر عورت حاملہ نہ ہو سکتی ہو تو مرد اور عورت کا مادہ مشینی طریقے سے Fetriliz کر کے دوسری عورت کے رحم میں ڈال دیا جاتا ہے، یوں اس کے رحم میں بچہ تخلیق کے مراحل گزار کر پیدا ہو جاتا ہے، اور انس جوڑے کے حوالے کر

CC BY

دیا جاتا ہے، جس سے وہ جوڑا بھی صاحب اولاد ہو جاتا ہے، اور بچہ جننے والی عورت کو اس کی اجرت بھی مل جاتی ہے۔ ہندوستان اور مغربی ممالک میں تو Womb on rent تجارتی شکل اختیار کر چکا ہے، لیکن کیا اس سے انسان کی نسبی شناخت باقی رہتی ہے یا نہیں؟

اس مضمون میں Wombon rent کے محرکات، ارتقاء اور اس کے معاشرے پر اثرات اور جائز و ناجائز صورتوں کا جائزہ پیش کیا گیا ہے، تاکہ مسلم دنیا میں اس مسئلہ سے متعلق آگاہی ہو اور نسب پر اس کے اثرات کی تفصیل پیش کی جاسکے۔

کرایہ داری رحم کا مفہوم:

هو تلقيح ماء رجل(النطفة) بماء امرأة (البويضة) تلقيحاً خارجياً في وعاء اختبار ثم ملقحة زرع هذه البويضة (اللقيحة)في رحم امرأة أخرى تتطوع بحملها حتى ولادة الجنين أو مقابل أجر معين.[1]

یہ کسی مرد کے پانی کو (نطفہ) کسی عورت کے پانی (انڈے) کے ساتھ بیرونی طور پر Test Vessel میں ملاتا ہے، پھر اس کو کسی اور عورت کے بچہ دانی میں اگاتا ہے، جو جنین کی پیدائش تک رضاکارانہ / اجرت کے عوض اس کے رکھے۔

محرکات واسباب:

دوسری عورت کے رحم کو کرایہ پر لینے کے اہم محرکات اور اسباب میں سے بیوی کے جسم میں رحم کا نہ ہونا جس کو کسی بیماری (کینسر) کی وجہ سے ہٹا دیا گیا ہو، عورت کسی ایسی بیماری میں مبتلاء ہو کہ رحم میں حمل نہ ٹھہر سکتا ہو، رحم میں ایسی بیماری کہ جنین بار بار مر جاتا ہو یا اسقاط حمل ہو جاتا ہو، عمر زیادہ ہونے کی وجہ سے حمل نہ ٹھہر تا ہو، جسمانی ساخت مثلاً خوبصورتی وغیرہ میں خلل کی وجہ سے عورت حاملہ نہ ہونا چاہتی ہو، مغرب میں غیر شادی شدہ مرد / عورتیں اس تکنیک کے ذریعے اپنا Biological بچہ حاصل کرتی ہیں، ہم جنس پرست افراد بھی بچہ حاصل کرنے کے لیے اس تکنیک کو استعمال کرتے ہیں[2]۔

تاریخ وارتقاء:

انیسویں صدی عیسوی کے دوسرے نصف میں سائنسی ایجادات اور اور انکشافات (Discoveries) بہت تیزی سے بڑھی ہیں، اس دورانیے میں سائنس نے اتنی کثیر مقدار میں دریافتیں کی ہیں، جتنی شاید ہی پہلے کسی دور میں انسان کے علم میں آئی ہوں، ان ہی میں سے ایک اہم انکشاف 1775ء میں سپیلن زانی (SPALLAN ZANI) نے کیا کہ جنین (Embryo) کی پیدائش کے لیے مرد و عورت کے نطفے کا ہونا ضروری ہے، اگرچہ قرآن وحدیث میں چودہ سو سال پہلے یہ گتھی سلجھادی گئی تھی جیسے کہ ارشاد باری تعالی ہے:

{وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا}[3]

اور وہی ہے جس نے پانی سے انسان کو پیدا کیا، پھر اس کو نسبی اور سسرالی رشتے عطا کیے، اور تمہارا پروردگار بڑی قدرت والا ہے۔

OPEN ACCESS
CC BY

اس آیت کریمہ میں افزائش نسل کے لیے نطفہ کا ذکر کیا گیا ہے،اور دوسری آیت کریمہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ افزائش نسل کے لیے نر کے نطفہ (A.I.H.S) اور مادہ کے بیضہ (A.I.D.S) کا ملاپ ضروری ہے جیسے کہ ارشاد ہے:

{خُلِقَ مِنْ مَاءٍ دَافِقٍ (6) يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ (7)}[4].

اسے ایک اچھلتے ہوئے پانی سے پیدا کیا گیا ہے۔ جو پیٹھ اور سینے کی ہڈیوں کے درمیان سے نکلتا ہے۔

اور یہی بات آپ ﷺ نے ایک یہودی کے جواب میں ارشاد فرمائی ہے جیسے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نقل کرتے ہیں کہ ایک یہودی رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے باتیں کر رہا تھا، عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں قریشیوں نے کہا: اے یہودی اس شخص کا خیال ہے کہ وہ نبی ہے، تو اس یہودی نے کہا میں اس سے ایسی چیز کے بارے میں سوال کروں گا جو صرف نبی ہی بتا سکتا ہے، یہودی آپ ﷺ کے پاس آیا بیٹھا اور کہنے لگا، یا محمد! انسان کو کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے یہودی (انسان کو اس چیز سے پیدا کیا گیا) جس سے ہر چیز کو پیدا کیا گیا یعنی مرد کے نطفے (A.I.H.S) اور عورت کے بیضے (A.I.D.S) سے[5]۔

اسی انکشاف کے کی روشنی میں 1970ء میں ایک اور اہم انکشاف ہوا کہ نطفۂ انسانی کو بیوی کے علاوہ کسی دوسری عورت کے رحم میں مصنوعی طور پر رکھ کر بھی تخلیق کے مراحل طے کرائے جاسکتے ہیں۔

ابتدائی طور پر مصنوعی vaccination جانوروں میں کی جاتی تھی، چنانچہ اچھی نسل کے جانوروں کے بیضوں کو لے کر دوسرے جانور کے رحم میں اگا دیا جاتا تھا، اور اس کام کے لیے ڈاکٹر بعض اوقات موزوں اور عادی جانوروں کے رحم (Uterus) کو کرایہ پر حاصل کرتے تھے[6]۔ ان تجربات کی کامیابی کے بعد سائنسدانوں کا رجحان انسانوں پر اس تجربہ کو کامیاب بنانے کی طرف ہوئی، چنانچہ ڈاکٹر جان فنٹر (Johan Finter) نے 1899ء میں سے پہلی دفعہ شوہر کا نطفہ مصنوعی ویکسینیشن (Artificial vaccination) کے ذریعے بیوی کے رحم میں ڈال کامیاب تجربہ کیا[7]۔ البتہ مردانہ اور زنانہ نطفوں کو مصنوعی طریقے سے ملانے کا پہلا تجربہ 1970ء میں ہوا، ڈاکٹر ایڈورڈ (ED WARD) سٹپٹو (STEPTOE) اور پرڈی (PURDY) نے لیباٹری میں اس کا کامیاب تجربہ کیا لیکن اس سے بچے کی پیدائش نہ ہو سکی[8]۔ چنانچہ بچے کی پیدائش کے اس طریقے کو کامیاب بنانے کی ان کوششوں کو اور تیز کر دیا گیا اور صرف 7 سال بعد 10 نومبر 1977ء میں ایک کامیاب تجربہ جان براون (JOHN-BROWN) اور اس کی بیوی لیزی براون (LASEY- BROWN) کے نطفوں کو ملانے کا کیا جس کے نتیجے میں 25 جولائی 1978ء کو اس طریقے سے پہلی بچی پیدا کی گئی جس کو لوئس براؤن (LOUSE- BROWN) کے نام سے جانا جاتا ہے[9]۔

ابتداء میں سائنسدانوں نے صرف میاں بیوی کے نطفوں کو مصنوعی طور پر ملا کر تخلیقی مراحل کے لیے اسی عورت کے رحم میں ڈالنا شروع کیا تھا، لیکن کچھ ہی عرصہ بعد 1983ء میں مرد وعورت کے نطفوں کو ملا کر ایک دوسری رضاکار عورت (Surrogate Mother) کے رحم میں ڈال کر بچے کی پیدائش کا تجربہ کیا گیا، لیکن رضاکار عورت نے بغیر کسی مادی

معاوضہ کے محض رضاکار کے طور پر یہ خدمت انجام دی تھی۔ اس کے بعد غیر مردوں کے نطفے کا استعمال شروع کا ایک سلسلہ چل نکلا، بلکہ مردوں (DONOR) کے نطفے کی خرید و فروخت کا مذموم کاروبار بھی شروع ہوا۔ اور اس کے نتیجے میں **رحم کی کرایہ داری** کا کاروبار شروع ہوا۔

سائنس کی اس دریافت نے جہاں سہولت مہیا کی وہیں ایسے معاشرتی اخلاقی، اور قانونی مسائل پیدا کر دیئے جن کو سائنس دان خود بھی سلجھانے سے قاصر ہیں، ماں اور بچے کے درمیان انتہائی قرب، محبت اور کا رشتہ ہوتا ہے، اوراسلام نے خصوصیت سے اس رشتہ کی قدر، تعظیم اور حسن سلوک کا بار بار حکم دیا، اور یہ یاددہانی کی، کہ اس رشتہ کی قدر اور تعظیم کے پیچھے ماں کی قربانیوں کی ایک طویل داستان ہے، اس لیے ممتا کی قربانیوں کی لاج رکھتے ہوئے ہمیشہ حسن سلوک سے پیش آو[10]۔

اور سرور کونین ﷺ نے کسی انسان کے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حقدار اس کی ماں کو ٹھہرایا ہے[11]، یہاں تک کہ ایک بار ایک صحابی نے جہاد میں شرکت کی اجازت چاہی تو دربار نبوی نے والدہ کی خدمت کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا:

" فَالْزَمْهَا، فَإِنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ رِجْلَيْهَا "[12].

ماں (کی خدمت) کو لازم پکڑو، جنت (جو ہر انسان کی آرزو ہے) کو ماں قدموں تلے ہے۔

لیکن سائنس کی بے لگام ترقی نے ماں کی ان تکلیفوں، قربانیوں اور مشقتوں کو بھی بر سر بازار خرید و فروخت کے لیے پیش کر دیا گیا، ایسی صورتحال کے لیے "**کرایہ داری رحم**" کی معاصر صورتوں کا شرعی جائزہ پیش کیا جارہا ہے، تاکہ دین فطرت کے ان واضح قوانین کو سامنے رکھتے ہوئے اس معاملے کو انسانوں کے لیے مفید بنایا جائے، کیونکہ فطرت کی خلاف ورزی کی صورت میں معاشرہ کبھی بھی انسانی خطوط پر استوار نہیں ہو سکتا۔

کرایہ داری رحم کی مختلف صورتیں:

1 مرد کے نطفے کو عورت کے بیضے کے ساتھ مصنوعی طریقے پر لیباٹری میں ملا کر کسی اجنبی خاتون کے رحم میں ڈال دیا جائے، اور اس عورت کے رحم کو حمل کی مدت تک کے لیے کرایہ پر حاصل کر لیا جائے۔

2 مرد کے بانجھ ہونے کی صورت میں کسی غیر مرد کا نطفہ بیوی کے بیضے کے ساتھ مصنوعی طریقے سے ملا کر کسی اجنبی خاتون کے رحم میں ڈال دیا جائے۔

3 مرد کے نطفے کو عورت کے بانجھ ہونے کی صورت میں کسی اجنبی عورت کے بیضے کے ساتھ ملا کر، اجنبی خاتون کے رحم میں ڈال دیا جائے۔

4 مرد و عورت کے قدرتی طریقے سے ملے ہوئی کارآمد نطفوں کو کسی ایک کے مر جانے کے بعد اجنبی خاتون کے رحم میں ڈال دیا جائے۔

5 مرد و عورت دونوں کے بانجھ ہونے کی صورت میں جینیاتی بینک سے کسی بھی مرد اور عورت کا بیضہ لے کر مصنوعی

OPEN ACCESS
CC BY

طریقے سے ملا دیا جائے اور پھر اسے کسی اجنبی خاتون کے رحم کو کرایہ پر حاصل کر کے ڈال دیا جائے۔

6 شوہر کے نطفے کو بیوی کے بیضے کے ساتھ مصنوعی طریقے سے ملا کر شوہر کی دوسری بیوی کے رحم میں ڈالا جائے[13]۔

7 شوہر کے نطفہ اور بیوی کے بیضے کو لیکر لیباٹری میں بارآور بنایا جائے، اور پھر اسی بیوی کے رحم میں اس کو داخل کر دیا جائے۔

8 شوہر کے نطفے کو لیکر بیوی کے اندام نہانی یا رحم میں مناسب جگہ پر (غیر فطری) طریقے سے رکھ دیا جائے[14]۔

فقہی تجزیہ:

متقدمین فقہاء سے اس طرح کی صورت میں اتنی بات تو منقول ہے کہ فطری طور پر اگر ہمبستری نہ بھی کی جائے تب بھی مادہ منویہ شرمگاہ میں داخل ہو کر حمل کا سبب بن سکتا ہے، جیسے کہ فتاوی ہندیہ میں ہے:

"الْبِكْرُ إذَا جُومِعَتْ فِيمَا دُونَ الْفَرْجِ فَحَبِلَتْ بِأَنْ دَخَلَ الْمَاءُ فِي فَرْجِهَا فَلَمَّا قَرُبَ أَوَانُ وِلَادَتِهَا تُزَالُ عُذْرَتُهَا بِبَيْضَةٍ أَوْ بِحَرْفِ دِرْهَمٍ لِأَنَّهُ لَا يَخْرُجُ الْوَلَدُ بِدُونِ ذَلِكَ"[15]۔

باکرہ کے ساتھ اگر شرمگاہ کے علاوہ میں جماع کیا گیا، اور وہ حاملہ ہو گئی، کہ پانی (کسی اور طریقے سے) اس کی شرمگاہ میں داخل ہو گیا، لہذا جب بچے کی ولادت قریب ہو گی تو اس کے پردہ کو انڈے یا درہم کے کنارے سے ختم کر دیا جائے گا، کیونکہ اس کے بغیر بچہ نہیں نکل سکے گا۔

اور علامہ ابن نجیم لکھتے ہیں:

" إذَا عَالَجَ الرَّجُلُ جَارِيَتَهُ فِيمَا دُونَ الْفَرْجِ فَأَنْزَلَ فَأَخَذَتْ الْجَارِيَةُ مَاءَهُ فِي شَيْءٍ فَاسْتَدْخَلَتْهُ فَرْجَهَا فِي حَدَثَانِ ذَلِكَ فَعَلِقَتْ الْجَارِيَةُ وَوَلَدَتْ فَالْوَلَدُ وَلَدُهُ وَالْجَارِيَةُ أُمُّ وَلَدٍ لَهُ"[16].

جب آدمی اپنی باندی سے شرمگاہ کے علاوہ میں جماع کرلے، اور باندی مادہ منویہ کسی چیز میں لے کر اسی وقت اپنی شرمگاہ میں ڈال دے، اور اس سے حمل ٹھہر جائے، تو بچہ اسی مرد کا ہو گا، اور باندی اس کی ام ولدہ ہو گی۔

اسی طرح کی عبارات دوسرے ائمہ سے بھی منقول ہیں، جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ فی نفسہ یہ تصور تو موجود تھا کہ یہ صورت ممکن ہے، لیکن اس کی جدید شکلیں جو مروج ہیں اس زمانے میں موجود نہیں تھیں تب متقدمین کے ہاں اس کا کوئی واضح حکم بھی موجود نہیں ہے، اور معاصر فقہاء کی آراء اس بارے میں مختلف ہیں کہ کیا یہ صورتیں جائز ہیں یا نہیں اور ان کے لیے رحم کو کرایہ پر لیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

پہلی رائے:

اکثر معاصر فقہاء کی رائے یہ ہے کہ مذکورہ بالا صورتوں میں سے آخری دو صورتوں کے علاوہ تمام صورتیں ناجائز ہیں، ان میں سے کسی بھی صورت میں رحم کو کرایہ پر نہیں لیا جاسکتا[17]۔ اور یہی قرارداد انٹرنیشنل فقہ اکیڈمی جدہ نے عمان (اردن

OPEN ACCESS
CC BY

)میں ہونے والے اپنے تیسرے اجلاس منعقدہ:8-13صفر المظفر1407ھ بمطابق 11-16اکتوبر1986ء میں اطباء اور ماہرین کی تحقیقات سننے کے بعد پاس کی تھی۔ کہ جب کوئی اور طریقہ کارگر نہ ہو تو مجبوری اور شدید حاجت کی صورت میں مصنوعی بارآوری کی دو صورتوں کی اجازت ہے، ان دونوں صورتوں میں رحم کے اجارہ کی صورت نہیں بنتی، اور نہ ہی نسب پر اس کا کوئی اثر پڑتا ہے، لہٰذا مجبوری کی صورت میں ان دونوں صورتوں کو اختیار کیا جاسکتا ہے۔

البتہ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی اور مولانا برہان الدین سنبھلی کی رائے یہ ہے کہ اگر میاں بیوی کا مادہ مصنوعی طور پر بارآور کرکے اسی مرد کی دوسری بیوی کے رحم میں تخلیق کے مراحل طے کرنے کے لیے رکھا جائے تو بھی جواز کا امکان ہے[18]۔

لیکن اس کے لیے درج ذیل شرعی محظورات سے اجتناب لازم ہے:

أ. ہر مرحلے پر ستر اور حجاب کا پورا پورا اہتمام کیا جائے۔
ب. مرد سے مادہ کا حصول بذریعہ انجیکشن لیا جائے، اور اگر ممکن نہ ہو تو مشت زنی کے بجائے، بیوی سے عزل کی صورت میں حاصل کیا جائے[19]۔
ج. میاں بیوی دونوں کی رضامندی سے یہ عمل انجام دیا جائے۔
د. شوہر کے زندہ ہوتے ہوئے اس کے نطفے کو بیوی کے رحم میں منتقل کیا جائے۔
ہ. حصول اولاد کا اس کے علاوہ کوئی اور طریقہ ممکن نہ ہو۔
و. یہ عمل کسی متدین اور امانت دار ڈاکٹر کے مشورے سے کیا جائے۔
ز. اس سے ماں کو جسمانی، نفسیاتی یا دماغی ضرر کا اندیشہ نہ ہو[20]۔
ح. ہر ممکن ایسی احتیاطی تدابیر اختیار کی جائیں جس سے مادہ منویہ کی تبدیلی یا اختلاط نسب کا اندیشہ نہ ہو۔

دلائل:

الف۔ حفاظت نسب:

مذکورہ بالا صورتوں میں سے آخری دو صورتوں کے علاوہ کسی میں بھی نسب کی حفاظت ممکن نہیں[21]، جب کہ اسلام نے حفاظت نسب کی بہت تاکید کی ہے، یہاں تک کہ باوجود نسب معلوم ہونے کے کسی کو دوسرے کی طرف منسوب کرنے کو بھی حرام قرار دیا ہے،[22] اور اللہ تعالیٰ نے ان نسبی رشتوں کے جوڑ کو اپنی صفت قرار دیا ہے[23]، اور انہی نسبی رشتوں پر بہت سے احکام میں حلت و حرمت کی بنیاد رکھی ہے[24]، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ ولی اللہ نے اسی تاکید کو دیکھتے ہوئے حفاظت نسب کو مقاصد شریعت میں سے شمار کیا ہے، اور اس کو انسانی ضرورت اور خاصہ قرار دیا ہے[25]، چنانچہ اسلام میں ایسے تمام افعال کو منع قرار دیا ہے جس سے نسب میں خلل واقع ہوتا ہو مثلاً: قرآن کریم میں زناء[26]، منہ بولے بیٹے کو اپنے ہی والد کے نام سے پکارنے کے واضح احکامات ارشاد

OPEN ACCESS
CC BY

فرمائے گئے[27]،اور نبی کریم ﷺ کے ارشادات میں کسی کا اپنے آباءواجداد کے معلوم ہونے کے باوجود غیر کی طرف نسبت کو حرام قرار دیا ہے[28]۔اور فقہاء نے قاعدہ ذکر کیا ہے:

"اسباب الحرام حرام"[29]. جو چیز کسی حرام کا سبب بنے وہ بھی حرام ہے۔

تاجیر رحم بھی چونکہ نسب میں خلل کا سبب بن رہا ہے،لہذا ناجائز ہوگا۔اسی وجہ سے فقہاء نے ابضاع میں اصل حرمت کو قرار دیا ہے جیسے کہ علامہ ابن نجیم لکھتے ہیں:" الْأَصْلُ فِي الْأَبْضَاعِ التَّحْرِيمُ"[30]. شرمگاہوں میں اصل حرمت ہے۔

یعنی کسی صحیح عقد شرعی(نکاح)کے بغیر "شرمگاہ" سے استفادہ حرام ہے،اور رحم تابع ہے شرمگاہ کا لہذا جیسے شرمگاہ سے نکاح کے بغیر استفادہ نہیں کیا جاسکتا،ایسے ہی رحم سے بھی استفادہ کرنا ناجائز ہوگا۔

اصل ماں باپ کون ہوں گے؟

مذکورہ بالا صورتوں میں اگر surrogacy Mother پہلے سے شادی شدہ ہو تو اس طریقے سے پیدا ہونے والا بچہ حدیث مبارکہ کی روشنی میں surrogacy Mother کے شوہر کا ہوگا،کیونکہ نبی کریم ﷺ نے عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہ کے باپ کی باندی سے پیدا ہونے والے بچے کو عبد بن زمعہ کا بھائی قرار دیا تھا،باوجودیکہ آپ جانتے تھے،کہ یہ ان کے باپ کے نطفے سے نہیں ہے تب ہی تو حضرت سودہ کو ان سے پردے کا حکم دیا۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ثبوت نسب اور وراثت کے لیے اصل فراش[31] ہے،جب کہ یہاں اس کا نسب اس شخص سے ملایا جاتا ہے جس کی منی ہو فراش کا لحاظ نہیں رکھا جاتا۔

دوسری طرف ماں کا معاملہ ہے،کہ بیضہ ایک عورت کا ہے اور حمل وولادت دوسری عورت کا جب کہ فطرت کا اصول یہ ہے کہ یہ تینوں چیزوں ایک ہی عورت سے ہوں تاکہ بچے کا نسب ووراثت بھی ایک ہی عورت کے ساتھ ہو،درج بالا حدیث پر اگر قیاس کیا جائے تو بظاہر اسی حمل وولادت والی عورت کی طرف اس بچے کی نسبت ہونی چاہیے،کیونکہ حدیث میں نطفے/بیضے کا لحاظ نہیں رکھا گیا بلکہ ظاہری سبب فراش کا لحاظ رکھا گیا ہے اور یہاں ظاہری سبب حمل وولادت ہے،اور اسی ظاہری سبب کی طرف قرآن کریم میں بھی اشارہ کیا گیا ہے،جیسے کہ ارشاد ہے:{إِنْ أُمَّهَاتُهُمْ إِلَّا اللَّائِي وَلَدْنَهُمْ}[32]. ان کی مائیں تو وہی ہیں جنہوں نے ان کو جنم دیا ہے۔

اس جیسی دیگر آیات سے بھی یہی مفہوم معلوم ہوتا ہے۔

اور یہ خرابی اس صورت میں بھی پائی جاتی ہے،جس میں سوکن کے رحم میں شوہر اور دوسری بیوی کا مادہ ملا کر ڈال دیا جاتا ہے،لہذا وہ صورت بھی ناجائز معلوم ہوتی ہے۔

ب۔شرمگاہ کی حفاظت:

قرآن کریم کی بہت سی آیات سے شرمگاہوں کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے[33]،بلکہ عورتوں کو پردے اور مردوں

CC BY

کو نظریں پست کرنے کا حکم دے کر شرمگاہ کے گناہ میں ملوث ہونے کا سدباب کیا ہے، اس سے جہاں دوسرے کی شرمگاہ سے حفاظت کا حکم معلوم ہوتا ہے ایسے ہی کسی دوسرے کے نطفے سے (رحم) کی حفاظت بھی معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ رحم فرج کے تابع ہے، لہٰذا جس طرح فرج کی حفاظت ضروری ہے ایسے ہی رحم کی حفاظت بھی ضروری ہے، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ رحم میں نطفہ اپنی اصلی حالت میں ڈالا جائے یا عورت کے بیضے کے ساتھ مصنوعی طور پر ملانے کے بعد ڈالا جائے[34]۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

" قال رسول الله صلَّى الله عليه وسلم:"لا يَحِلُّ لامرئٍ يُؤمِنُ باللهِ واليومِ الآخرِ أن يَسْقِيَ ماءَه زَرعَ غيرِه،يعني إتيانَ الحَبالَى، ولا يَحِلُّ لامرئٍ يُؤمِنُ باللهِ واليومِ الآخر أن يقع على امرأةٍ من السَّبيِ حتى يستبرِئها"[35].

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جو شخص اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو اس کے لیے حلال نہیں کہ اپنا پانی کسی دوسرے کی کھیتی کو دے" (یعنی حاملہ عورت سے جماع کرے) اور جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو اس کے لیے حلال نہیں کہ کسی باندی سے جماع کرے یہاں تک کہ وہ استبراءِ رحم نہ کر لے۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جیسے شرمگاہ کی حفاظت لازم اور ضروری ہے ایسے ہی رحم کی حفاظت بھی ضروری ہے، چنانچہ کسی مرد کے نطفے سے ایسی عورت کو بارآور کرنے کو حرام ہو گا جو اس سے رشتہ ازدواج میں منسلک نہ ہو جیسے کہ مولانا عظیم آبادی لکھتے ہیں: "ای يدخل نطفته محل زرع غيره"[36]. کہ اپنا نطفہ دوسرے کی بیوی کے رحم میں ڈالے۔

اور حدیث شریف سے اس کی علت حفاظت نسب معلوم ہوتی ہے، کیونکہ جب دوسرے شخص سے حاملہ عورت سے جماع کرے گا تو اس کے نطفہ سے بھی بچے کو غذائیت پہنچے گی، یوں اس بچے کی تخلیق میں جہاں حقیقی والد کے نطفے کا اثر ہو گا وہیں اس دوسرے شخص کے نطفے کا اثر بھی ہو گا، اس لیے حدیث میں اس سے منع کیا گیا، تاکہ نسب محفوظ ہو۔ لہٰذا جیسے شرمگاہ کی حفاظت ضروری ہے اور اس کی تاجیر حرام ہے، ایسے ہی رحم کی تاجیر بھی ناجائز ہو گی۔

ج۔ رحم کا اجارہ:

مذکورہ بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ "رحم" کوئی ایسا عضو نہیں ہے جس سے ہر شخص کے لیے استفادہ حلال ہو، اس سے صرف اسی شخص کو استفادہ کا حق ہے جو عقد نکاح کے ساتھ اس منفعت کا حقدار ٹھہرا ہو، اس لیے چند وجوہات کی بناء پر اس کا اجارہ صحیح نہیں ہے:

پہلی وجہ: عقد اجارہ کی صحت کے لیے ضروری ہے کہ معقود علیہ ہر شخص کے لیے قابل استفادہ ہو[37]، جیسے کہ خطیب شربینیؒ اجارہ کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "عَقْدٌ عَلَى مَنْفَعَةٍ مَقْصُودَةٍ مَعْلُومَةٍ قَابِلَةٍ لِلْبَذْلِ وَالْإِبَاحَةِ بِعِوَضٍ مَعْلُومٍ"[38]

اجارہ وہ معاملہ ہے جو کسی مباح اور قابل استفادہ منفعت مقصودہ پر معلوم عوض کے بدلے کیا جائے۔

اور مذکورہ عقد میں چونکہ "رحم" قابل استفادہ نہیں ہے[39]، لہٰذا اس کا عقد بھی درست نہیں ہو گا۔

OPEN ACCESS

CC BY

دوسری وجہ: عقد اجارہ کی صحت کے لیے معقود علیہ کی حوالگی پر حسی قدرت کے ساتھ ساتھ شرعی قدرت کا ہونا بھی ضروری ہے ،جیسے کہ امام غزالی لکھتے ہیں: " الْعَجز الشَّرْعِيّ كالعجز الْحسي فِي الْإِبْطَال"[40]. شرعی طور پر کسی چیز کی حوالگی سے عاجز ہونا حسی عاجزی کی طرح ہے عقد کے باطل ہونے میں اور علامہ کاسانی لکھتے ہیں:

"الِاسْتِئْجَارُ عَلَى الْمَعَاصِي أَنَّهُ لَا يَصِحُّ لِأَنَّهُ اسْتِئْجَارٌ عَلَى مَنْفَعَةٍ غَيْرِ مَقْدُورَةِ الِاسْتِيفَاءِ شَرْعًا"[41].

کسی گناہ کے کام کے لیے اجرت پر لینا جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ ایسے منافع کے لیے آدمی کو اجرت پر حاصل کرنا ہے، جو شرعا مستأجر کے حوالے نہیں کیے جاسکتے۔

اور یہاں بھی شرعی قدرت موجود نہیں ہے۔ کیونکہ انسانی جسم اللہ تعالی کی امانت ہے اس کے کسی حصے کو کرایہ پر دینا درست نہیں، لہذا "رحم" بھی شرعاً کسی شخص کے حوالے کرنا ممکن نہیں ہوگا، اور اسلام میں وہ ہر شخص کے لیے (بغیر عقد نکاح) کے مباح بھی نہیں ہے، لہذا یہ عقد درست نہیں ہوگا۔

تیسری وجہ:

اس لیے بھی رحم کو کرایہ پر نہیں دیا جاسکتا کہ اس کا عمل کسی انسان کے اختیار میں نہیں ہے، اور ہر وہ عمل جس کا اختیار انسان کے اختیار میں نہ ہو اس کو کرایہ پر بھی نہیں دیا جاسکتا، جیسے کہ علامہ کاسانی شکاری کتے وغیرہ کے اجارے کا عدم جواز بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: " لِأَنَّ الْمَنْفَعَةَ الْمَطْلُوبَةَ مِنْهُ غَيْرُ مَقْدُورَةِ الِاسْتِيفَاءِ"[42]. کیونکہ مطلوبہ منفعت کا حصول اختیار میں نہیں ہے۔

اور یہاں بھی رحم سے مطلوبہ نتائج کا حصول بندے کے اختیار میں نہیں ہے، لہذا اس کو کرایہ پر نہیں دیا جاسکتا۔

د۔ دیگر مفسدات:

رحم کی اجرت میں مادی فوائد ضرور ہیں لیکن اس کے نقصانات و مفسدات اس سے کہیں زیادہ ہیں، مثلاً:

1. مادی فائدہ کے لیے ستر کھولنا، جو کہ کسی شرعی ضرورت کے بغیر جائز نہیں، اور یہ شرعی ضرورت نہیں ہے۔
2. مؤجرہ عورت اگر شادی شدہ ہے تو اختلاط نسب یقینی ہے۔ جبکہ اسلام نے نسب کی حفاظت کی تاکید کی ہے۔
3. اگر شادی شدہ نہیں ہے تو تہمت زناء کا قوی اندیشہ ہے۔
4. تاجیر رحم کی وجہ سے ماں کی تعظیم اور اس کی قدر و منزلت کو ختم کردیا گیا اور اس کی قربانیوں کو ایک بازاری چیز سمجھ کر فروخت کے لیے پیش کردیا گیا جو سراسر اسلامی اصولوں کے خلاف ہے۔

دوسری رائے:

ڈاکٹر بیومی اور بعض شیعہ فقہاء کی رائے یہ ہے کہ اگر نطفہ اور بیضہ میاں بیوی کا ہو تو اسے مصنوعی طور پر بارآور کرکے اسی شخص کی بیوی، دوسری بیوی اور کسی اجنبی خاتون کے رحم میں بھی ڈالنا جائز ہے[43]۔ اور یہی رائے شیخ یوسف القرضاوی کی عبارت

CC BY

سے بھی معلوم ہوتی ہے، اگرچہ ابتداء انہوں نے اس کے مفسدات اور خرابیوں بیان کر کے ممنوع ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے ، جیسے کہ وہ لکھتے ہیں:

"الذي أراه بعد طول تأمل ونظر أن الفقه الإسلامي لا يرحب بهذا الأمر المبتدع، ولا يطمئن إليه، ولا يرضى عن نتائجه وآثاره، بل يعمل على منع"[44].

طویل غور فکر کے بعد میرا خیال یہ ہے، فقہ اسلامی اس نئے امر کی اجازت نہیں دیتا، اور نہ اس سے مطمئن ہے، اور نہ اس کے نتائج اور آثار قبول کرتا ہے، بلکہ اس سے منع کرتا ہے۔

اور اسی بحث کے آخر میں وہ اس مسئلہ کی شرعی حیثیت واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"هنا نستطيع أن نضع الضوابط والأحكام للتقليل من ضرره والتخفيف من شره"[45].

یہاں ہم ایسے ضابطے اور احکام وضع کرتے ہیں جس سے اس کے نقصانات کم ہوں اور اس کے بدی میں خفت پیدا ہو۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک بھی یہ معاملہ جائز ہے۔ان حضرات کے نزدیک اس کے لیے چند شرائط کی رعایت ضروری ہے:

1. متبادل ماں صحت مند ہو۔
2. متبادل ماں حمل کے اس تمام دورانیہ میں ڈاکٹر کی زیر نگرانی رہے گی۔
3. متبادل ماں کی عمر حمل کے لیے موزوں ہو، اور وضع حمل تک کے دوران ہمبستری وغیرہ سے دور رہے۔
4. پیدا ہونے والے بچہ ان دونوں کا ہوگا (یعنی بیضہ اور رحم والی دونوں عورتوں) لہذا متبادل ماں کا کسی بھی طرح کا مادی اور معنوی فائدہ کا مطالبہ درست نہیں ہوگا، سوائے اس جعل کے جو اس کو پابند کرنے کے بدلے میں لازم ہو[46]۔

شیخ یوسف القرضاوی کے نزدیک کچھ اور شرائط کا پایا جانا بھی ضروری ہے:

1. متبادل ماں کا شادی شدہ ہو، کیونکہ غیر شادی شدہ ہونے کی صورت میں معاشرہ کی خرابی ایک یقینی امر ہے۔
2. متبادل ماں شوہر کی اجازت سے یہ امر سرانجام دے۔
3. متبادل ماں اپنے شوہر سے عدت کی مدت کے برابر دور رہے، تاکہ رحم صاف ہو اور اختلاط نسب نہ ہو[47]۔

دلائل:

الف۔رضاعت کا جواز قرآن کے واضح نص سے ثابت ہے جس میں عورت کے پستان کو بچے کے لیے کرایہ پر حاصل کیا جاتا ہے، لہذا جیسے وہاں عورت کے ایک جزء کو بچے کے لیے کرایہ پر حاصل کیا گیا ہے، ایسے ہی یہاں بھی عورت کے ایک جزء کو کرایہ پر حاصل کیا گیا ہے، جیسے نومولود بچہ عورت کے دودھ سے غذا حاصل کرتا ہے ایسے ہی رحم میں تخلیقی مراحل طے کرنے والا بچہ بھی عورت کے خون سے غذا حاصل کرتا ہے، لہذا جیسے وہ جائز ہے ایسے ہی یہ بھی جائز ہونا چاہیے۔

OPEN ACCESS
CC BY

رضاعت اور Wombon rent میں فرق:

اگر چہ یہ بات درست ہے کہ رضاعت میں عورت کے دودھ سے بچے کی پرورش ہوتی ہے اور اس کے اعضاء بڑھتے ہیں، اور رحم میں عورت کے خون سے نومولود غذا حاصل کرتا ہے، لیکن یہاں دو بنیادی فرق ہیں جن کی وجہ سے رضاعت کو Wombon rent پر قیاس نہیں کیا جاسکتا:

پہلا فرق: رضاعت کی وجہ سے نسب میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا، جب کہ تاجیر رحم کی وجہ سے نسب میں خلل واقع ہوتا ہے۔

دوسرا فرق: رضاعت میں ایک زندہ بچے کی پرورش ہوتی ہے اور اس کی مرضعہ کے دودھ سے حاصل ہوتی ہے گویا رضاعت میں ایک زندگی کو بچاناہے، جب کہ تاجیر رحم میں زندہ بچے کی پرورش نہیں ہوتی بلکہ بچہ کی تخلیق ہوتی ہے، گویا اس میں زندہ کرنا ہے ۔یہی وجہ ہے کہ اسلام نے علی الاعلان رضاعت کی ج۔ موجودہ زمانے میں تاجیر رحم کی ضرورت ہے اور بہت سے خاندان باوجود ضرورت وبچوں کے خواہش کے اس عظیم نعمت سے محروم ہوتے ہیں لہذا "الضَّرُورَاتِ تُبِيحُ الْمَحْظُورَاتِ"[48]. کے قاعدے کے تحت رضاعت کی طرح تاجیر رحم بھی جائز ہونا چاہیے۔ لیکن یہ استدلال اس لیے درست نہیں ہے کہ رضاعت میں ایک زندہ نفس کی زندگی بچانے کے لیے اس کی اجازت دی گئی، جبکہ رحم کی تاجیر میں تخلیق ہوتی ہے، نہ کہ زندہ نفس کا بچاؤ۔ اور بچوں کی نعمت کا حصول ایسی ضرورت نہیں ہے، جس کے لیے کسی ممنوع کام کو جواز بخشا جائے، کیونکہ یہ نعمت دوسرے طریقوں (دوسری شادی) سے بھی حاصل کی جاسکتی ہے۔

دلائل میں غوروفکر سے معلوم ہوتا ہے کہ جمہور کا قول نصوص، فقہاء کی آراء اور مقاصد شریعت کے زیادہ قریب ہے، لہذا آخری دوصورتوں کے علاوہ باقی تمام صورتیں ناجائز ہیں، کیونکہ یہ زناء کے مترادف ہے، اگرچہ شبہ کی وجہ سے اس پر حد قائم نہیں کی جاسکتی، لیکن یہ انسانی اقدار اور فطرت کے خلاف امر ہے لہذا اس سے اجتناب ضروری ہے۔

نتائج

1 کرایہ داری رحم مرد کے پانی کو (نطفہ) عورت کے پانی (انڈے) کے ساتھ بیرونی طور پر Test Vessel میں ملا کر کسی اور عورت کے بچہ دانی میں اگاناہے، جو جنین کی پیدائش تک رضاکارانہ / اجرت کے عوض اس کے رکھے۔

2 مجبوری کی صورت میں شوہر کے نطفے کو مصنوعی طریقے سے بیوی کے رحم میں ڈالنا جائز ہے۔

3 مجبوری کی صورت میں میاں بیوی کے نطفے بیرونی طور لیباٹری میں بارآور کرکے اسی عورت کے رحم میں ڈالنا جائز ہے۔

4 میاں بیوی کے نطفے بیرونی طور پر لیباٹری میں بارآور کرکے اسی مرد کی دوسری بیوی کے رحم میں ڈالنا جائز نہیں ہے۔

5 بغیر نکاح کے کسی مرد کے نطفے کو عورتے کے بیضے کے ساتھ ملانا جائز نہیں، اور نہ ہی کسی دوسری عورت کے رحم میں ڈالنا جائز ہے۔

OPEN ACCESS
CC BY

6 ان آخری دونوں صورتوں میں اختلاط نسب کا قوی اندیشہ ہے، کیونکہ اس میں اصل ماں باپ کا تعیین اسلام اور فطرت کے اصولوں کے خلاف ہے۔

7 جس طرح فرج محترم ہے اور اس کی حفاظت ضروری ہے، اسی طرح رحم بھی محترم ہے اور اس کی حفاظت بھی لازم ہے، کیونکہ رحم فرج کے تابع ہے۔

8 رحم چونکہ شرعی طور پر ہر شخص کے لیے قابل استفادہ نہیں ہے، لہذا اس کو اجارہ پر دینا بھی درست نہیں ہو گا۔

9 رحم کی کرایہ داری کو رضاعت پر قیاس کرنا درست نہیں، کیونکہ رضاعت میں بچے کی زندگی بچائی جاتی ہے، اور رحم کی کرایہ داری میں بچے کی تخلیق ہے۔ رضاعت میں اختلاط نسب کا شبہ نہیں جبکہ رحم کی کرایہ داری میں یہ شبہ یقینی ہے۔

OPEN ACCESS
CC BY

1 - الخولي ، هند ، الدكتورة ، تأجير الأرحام في الفقه الإسلامي، مجلة جامعة دمشق للعلوم الاقتصادية والقانونية ، المجلد 27 ، العدد الثالث (275- 296) ص278.

[2] - ندوی ،رضی الاسلام،ڈاکٹر،رحم مادر کا اجرت پر حصول موجودہ صورت حال اور اسلامی نقطہ نظر،مجلہ الواقعہ ذیقعد، ذی الحجہ 1434ھ/ ستمبر ، اکتوبر 2013، شمارہ 18 ،ص14.

[3] - سورة الفرقان: 54.

[4] - سورة الطارق: 6، 7.

[5] - السنن الكبرى للنسائي ،كِتَابُ عِشْرَةِ النِّسَاءِ ، باب صِفَةُ مَاءِ الرَّجُلِ وَصِفَةُ مَاءِ الْمَرْأَةِ ، الرقم: 9027

[6] - شوقي زكريا الصالحي، التلقيح الصناعي بين الشريعة الإسلامية والقوانين الوضعية ، بدون طبع،2006م، مصر ، دار العلم و الايمان للنشر و التوزيع ، ص96

[7] - حسين هيكل ،د.النظام القانوني لإنجاب الصناعي بين القانون الوضعي و الشريعة ا إلسلامية (دراسة مقارنة)، الطبعة ألاولى،2006م ، مصر، دار الكتب القانونية، ص 112

[8] -عبد الهادي مصباح،الاستنساخ بين العلم و الدين،بدون الطبع ، 1998ء، مصر ،الهيئة المصرية للكتاب،ص27

[9] - البار، محمد علي ، الدكتور ،التلقيح الصناعي وأطفال الأنابيب ،مجلة مجمع الفقه الإسلامي ،العدد الثانی،ص169

10 - وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا حَتَّى إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَى وَالِدَيَّ.سورة الأحقاف: 15

اور ہم نے انسان کو اپنے والدین سے اچھا برتاؤ کرنے کا حکم دیا ہے۔اس کی ماں نے بڑی مشقت سے اسے (پیٹ میں) اٹھائے رکھا، اور بڑی مشقت سے اس کو جنا، اور اس کو اٹھائے رکھنے اور اس کے دودھ چھڑانے کی مدت تیس مہینے ہوتی ہے۔

11 - صحيح البخاري، كِتَابُ الأَدَبِ، بَابٌ: مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ الصُّحْبَةِ،الرقم:5971.

12 - سنن النسائي ،كتاب الجهاد ،باب الرُّخْصَةِ فِي التَّخَلُّفِ لِمَنْ لَهُ وَالِدَةٌ،الرقم:3104.

[13] - غندوفة ، ربيعة ، استيجار الارحام دراسة مقارنة بين الشريعة الاسلامية والقانون الوضعي،رسالة الماجستير في العلوم الاسلامية ،جامعة الوادي الجمهورية الجزائرية ، ص17، أبو زيد ، بكر بن عبد الله ، الدكتور، طرق الإنجاب في الطب الحديث وحكمها الشرعي ،مجلة مجمع الفقه الإسلامي ،العدد الثالث،ص101- 106)

[14] - جاد الله ،ياسر عبد الحميد ، التلقيح الصناعي من منظور الفقه الاسلامي ، دراسة فقهية معاصرة ،(360-456) مجلة كلية الشريعة والقانون ،جامعة الأزهر،كلية الشريعة والقانون دقهلية ، العدد 18، ج1،ص401-402.

[15] -الفتاوى الهندية ،ج5،ص360.

[16] - البحر الرائق شرح كنز الدقائق ومنحة الخالق وتكملة الطوري ،ج4،ص292.

17 - القرضاوی،محمد يوسف، الحلال والحرام في الاسلام ،الطبعة الاولي ،1433ھ/2012ء، القاهرة ، مكتبة الوهبة ، ص260، فاطمه المتولي عبده ، تأجير الارحام في الفقه الاسلامي ، كليات الدراسة الاسلامية بالمنصوره ، ص2580، http://ara.tv/rpzns https://www.dar-alifta.org/ar/Default.aspx?sec=fatwa/

[18] -رحمانی، خالد سیف اللہ، مولانا، حلال وحرام، بدون الطبع، /1993ء، حیدر آباد، انڈیا، ص295، سنبھلی، برہان الدین، مولانا، موجودہ زمانے کے مسائل کا شرعی حل، بدون الطبع، /1992، دہلی، ص182.

19 - محمودالحسن ،مفتی ،فتوی نمبر:1/1265،26جمادی الاولی 1431ھ، جامعہ دارالعلوم کراچی.

[20] - التلقيح الصناعي من منظور الفقه الاسلامي ، ص423-421.

21 - کیونکہ ان تمام ہی صورتوں میں رحم اور ماں کے خون سے بچے کی تخلیق کا اثر بہر حال بچے کے اوپر پڑتا ہے، لہذا بچے کی تخلیق میں جیسے اثر ماں کے بیضے کا

ہوتا ہے ایسے ہی رحم کا بھی ہوتا ہے۔

22 - صحيح البخاري ، كِتَابُ الفَرَائِضِ ، بَابُ مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ ،الرقم:6766.

23 - وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا . سورة الفرقان: 54

24 - وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَمَقْتًا وَسَاءَ سَبِيلًا (22) حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ ...الخ. سورة النساء: 22

[25] - المستصفى، ص174، حجة الله البالغة ،ج2/،ص 220.

[26] -{وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا}سورةالإسراء: 32{وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ}سورة المؤمنون: 5

اس آیت کریمہ میں فرج کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے، جس میں جہاں دوسری شرمگاہ سے حفاظت کا حکم معلوم ہوتا ہے ایسے ہی کسی دوسرے کے نطفے سے حفاظت بھی معلوم ہوتی ہے۔

[27] -سورة الأحزاب: 4-5.

[28] - سنن أبي داود ، كتاب النكاح ،باب في وطء السَّبايا،الرقم:2158.

[29] - البحر المحيط للزركشي،ج1،ص225.

[30] - الأشباه والنظائر لابن نجيم ،ص57.

[31] - أي لِمَالِك الْفراش وَهُوَ السَّيِّد أَو الزَّوْج .فتح الباري ،ج1،ص16.

[32] - المجادلة: 2

[33] -{وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا}سورةالإسراء: 32{وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ}سورة المؤمنون: 5

34 - التفسير الوسيط لطنطاوي ،ج10،ص13. الفقه الإسلامي وأدلته للزحيلي ،ج4،ص2649.

35 - سنن أبي داود ،كتاب النكاح ، باب في وطء السَّبايا، الرقم:2158.

[36] - أبو عبد الرحمن ،شرف الحق ،العظيم آبادي ، عون المعبود على شرح سنن أبي داود، الطبعةالأولى، 1426ھ/ 2005ء،دارابن حزم، ص1011.

[37] - بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع ،ج4،ص189. أسنى المطالب في شرح روض الطالب،ج2،ص409.

[38] - مغني المحتاج إلى معرفة معاني ألفاظ المنهاج ،ج3،ص438 ،نهاية المحتاج إلى شرح المنهاج ،ج5،ص261، تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق وحاشية الشلبي ، 1313 هـ،ج5،ص126.

[39] - هادي، حسين الكعبي وسلام عبد الظاهر الفتلاوي، عقد اجارة الأرحام، دراسة مقارنة، مجلة المحقق الحلي للعلوم القانونية والسياسية، السنة السابعة، كلية القانون،جامعة بابل، عدد أول، 1437ھ/2015م، ص.10.

[40] - الوسيط في المذهب ،ج4،ص163

[41] - بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع ،ج4،ص189.

[42] - نفس المرجع.

[43] - ضريف ،صادق، الدكتور،الحمل لحساب الغير في الفقه الإسلامي والقانون المقارن بين الحظر والإباحة ،مجلة معارف ،قسم العلوم القانونية،السنة التاسعة ، العدد18، جون2015ء،ص14

[44] - القرضاوي ، يوسف ، فتاوى معاصرة ، بدون الطبع ،بدون التاريخ ، مكتبة وهبة ، ص898

[45] - المرجع السابق ، ص909

[46]- الخولي ، هند ، الدكتورة ، تأجير الأرحام في الفقه الإسلامي، مجلة جامعة دمشق للعلوم الاقتصادية والقانونية ، المجلد 27 ، العدد الثالث (من275-الى296) ص284.

[47] - فتاوى معاصرة ، ص909.

[48] - الفروق للقرافي = أنوار البروق في أنواء الفروق ،ج4،ص146.

CC BY